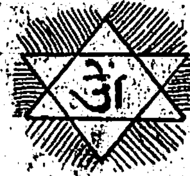
شری الکھ ایشوری صاحبہ کی جے



# شری الکھ ایشوری صاحبہ

## (روپہ بھوانی)

### سنکھپت جیون چرتر

لیکھک: سروانند کول - پریمی کاشمیری۔ صوف - ڈاک خانہ کولگام کشمیر

پرکاشک: شری الکھ ایشوری صاحبہ ٹرسٹ۔ دو امر نوا کدل سرینگر کشمیر

ترتیم بار - صاحب سپتمی جنوری ۱۹۵۹ء -

ایک ہزار

(چھولیہ ... شری ... اور ... )





(کشمیر مرکنٹائل پریس سرینگر)

ادم الکھ

# آرتھی شری الکھ الیشوری صاحبہ

ادم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۱) شکھتی سورُوپا مکھتی پرداتا امبا جگت کی تم ہو ماتا
بھگتی بھاؤ سے تجھکو دھیاوے دھنیہ ہے ماں وہ پرانی
ادم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۲) گیان کی تم ہو اکھنیہ بھنڈار تیری شرن جو نیا اُسے پار
ترج آنند میں ات اُت چمکے جس نے گت پہچانی
ادم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۳) "الکھ" تمہارے نام الکھنیہ ہیں "صاحب" تیرے کام الکھنیہ ہیں
تیرے مکھ سے امرت ورشا تیری انمول وانی
ادم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۴) ڈھونڈلے اِس اندھکار میں ماتا کل جگ کے ویوہار میں ماتا
تیرا ہی پرکاش پردرشن پتھ کا کرلے "رانی"
ادم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۵) دھرم-ارتھ-کام-موکش دھارا کل مل ہرنی رُوپ ہے نیارا
جل میں ہے وہ کمل سما جس نے بات یہ جانی
ادم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۶) کشٹ نوارو ماتا سارے نیل گگن میں چمکیں تارے
ستم نشا میں جیشٹھ کوپی کو چمکی چندا "رانی"
ادم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۷) پریمی بھگت ہیں تیرے دوارے ۔ شرنی تمہاری کر جوڑ سارے
منو کامنا پوری کرلو- دُنیا آنی جانی
ادم جے جے جے رُوپا بھوانی

رچیتا:- سروانند کول- پریمی کاشمیری

# کچھ اپنی اور سے

میں اپنے آپ کو کتنا سوبھاگیہ شالی سمجھتا ہوں کہ مجھے ایک انمول اور سُورن اوسر شری الکھ الیشوری صاحبہ کی کچھ سیوا کرنے کا ملا ہے- اس میں میں شری الکھ الیشوری صاحبہ ٹرسٹ نو اکدل سرینگر کا اننت آبھاری ہوں جنہوں نے مجھے اس یوگیہ پایا اور شری الکھ الیشوری صاحبہ کا سنکھپت جیون چرتر (مختصر سوانح عمری) سنگرہ کرنے کا اتنا بڑا اور ذمہ داری کا بوجھ میرے چھوٹے کندھوں پر لاد دیا- سمئے کم تھا اور کام بڑا- کچھ پریوارک اور دوسرے سنکٹوں میں پڑا تھا پھر بھی اپنی اور سے کم سمئے میں ہی دن اور رات ایک کرکے اپنی قسم کی پہلی یہ پوتر پستکا آپ پریمی پاٹھکوں تک پہنچانے میں سپھل ہوا ہوں- جلدی میں کوئی کام ہو اُس میں ترُٹی اور خامی رہنے کی سمبھاونا ہو سکتی ہے- یدی آپ پاٹھک گن اس پستکا میں ایسا کچھ پائیں گے تو میں اُس کے لئے کھما یاچنا نہیں کروں گا- پرنتو ونتی اوشیہ کروں گا کہ کرپا کرکے اپنے سجھاؤ اور اپنی سمتیاں بھوشیہ میں سنشودھن ارتھ بھیجیں- اُس میں میرا بھی ہت ہے اور آپ کا بھی- ادم الکھ

پرارتھی:-

سروانند کول- پریمی کاشمیری
(صوف کیکر ناگ)

سرینگر: ۲ جنوری ۱۹۵۹ء

# پریچے

پیارے پریمیو!

کون نہیں جانتا کہ ہماری ماتری بھومی کشمیر سنسار بھر میں دیوی دیوتاؤں کی کریڑا استھلی رہا ہے اور یوگیوں۔ سنتوں۔ مہاتماؤں کی پرسدھ جنم بھومی کی وجہ سے سنسار بھر میں پرسدھ ہے۔ بڑے بڑے سنت۔ کوی۔ بڑی بڑی سنت کویتریاں اور تپسوی اسی کاشمیر دیش کے پوتر ہنڈولے میں پلے ہیں۔ شری للہ دید۔ شری پرمانند شری مرزہ کاک آدی کا نام تو کس کاشمیری ہندو کے ہردے میں نہیں اور آج سے تقریباً سو سال پہلے ایسی ہی ایک پوتر ہستی کا بھی اسی پوتر دیش میں جنم ہوا ہے جس کا بچپن کا نام روپ (چاندری) تھا بعد میں الکھ الیشوری صاحبہ کے پوتر نام سے سو پرسدھ (مشہور) ہوئیں۔ در خاندان میں جنم لے کر اور سپرد خاندان میں بیاہی گئی روپ بھوانی چشمہ صاحبی۔ منیگام۔ لار اور واسک کنڈ ورتمان واسکورہ میں اگور تپسیا کرتے کرتے پرکاش مے بن گئی اور اپنا پوتر پرکاش مے جیون اور گیان امرت میں ڈوبے ہوئے انمول واکھیہ سنسار کلیان کے لئے چھوڑ گئی۔ روپ بھوانی امر ہے اگرچہ دیہہ دھاری روپ میں ہمارے سنمکھ نہیں ہے وہ سنسار کلیان کے لئے کلجگ میں وچر رہی ہے پھر بھی اُس کے چرنوں سے پوتر ہوئے ان استھانوں کی دُردشا کو آگے پھر نہ بگڑنے دینے کے وچار سے اور ان کے انمول جیون اور واکھیوں کو گھر گھر پہنچانے اور لوگوں کو یہ جیون سدھار اور کلیان کے لئے شری الکھ الیشوری صاحبہ ٹرسٹ کی ستھاپنا آج سے کوئی ۲۵ ورش پورو ساون سنہ ۱۹۹۰ بکرمی میں کی گئی۔ ٹرسٹ کی اور سے سال میں دو بار صاحب سپتمی اور کنیا گت ماس کے شرادھ دوس پر سرینگر



اور واسکورہ میں ادھک بھاری یگیہ رچایا کرتے ہیں۔ ٹرسٹ جو کچھ اس دشا میں کر پایا ہے اور کر رہا ہے آپ پریمیوں کے سامنے ہے اور آتا رہے گا۔ کیول آپ پریمیوں کی شُدھ بھاونا اور سہیوگ کی اتینت آوشیکتا ہے۔

اب شری روپ بھوانی کے پُونیہ شرادھ دوس "صاحب سپتمی" کے شبھ اوسر پر اُس کے شردھالو بھگتوں کے آگرہ پر یہ پوتر پُستک اُس کی سنکشپت جیونی کے رُوپ میں "ٹرسٹ" بھینٹ کر رہا ہے اور الکھ الیشوری صاحبہ کے جیون کے سمبندھ میں جاننے کی پپاسا کو شانت کرنے کے ابھپرائے سے وقت کی کمی کو درشٹی میں رکھتے ہوئے فی الحال یہ سنکشپت جیونی پرکاشت کرنے کا ساہس ہو رہا ہے مکمل جیونی وستار رُوپ میں پرکاشت کرنے کی اور بھی ٹرسٹ کا دھیان لگا ہے۔ پرارمبک آوشک سامگری ایکتر کی جا رہی ہے اور شیگھر ہی وہ کاریہ پُورن ہونے پر آپ پریمیوں کے سامنے آئے گا۔ ایسی آشا ہے۔ ٹرسٹ اس کھیتر میں کہاں تک آپ کی سیوا کرنے کے یوگیہ بنا ہے اس کا نرنے ہم پاٹھکوں پر چھوڑ رہے ہیں۔ پاٹھک ہم کو اُتساہت کریں گے۔ ایسی آشا ہے۔ اوم الکھ!

نویدک: پریمی کاشمیری
سہیوگی شری الکھ الیشوری صاحبہ ٹرسٹ

شری الکھ صاحبہ ٹرسٹ پنڈت سروانند کول پریمی کاشمیری کا ہاردک دھنیہ واد کرتی ہے جنہوں نے شری الکھ الیشوری صاحبہ کی اس پوتر سنکشپت جیونی کو بہت تھوڑے سمے میں اس پُستک کا رُوپ دینے میں دن رات ایک کر کے ٹرسٹ کی سہایتا کی ہے جس کے لئے ٹرسٹ اُن کا آبھاری ہے۔

سرینگر ۲۰ جنوری ۱۹۵۹ء — جنرل سیکرٹری۔ شری الکھ الیشوری صاحبہ ٹرسٹ

# شری الکھ ایشوری صاحبہ کی جے

## سنکھیپت جیون چرتر (مختصر سوانح عمری)

جنم: کاشمیر بھومی کشمیری براہمنوں، پنڈتوں اور روحانی پرشوں کی سو پرسدھ جنم بھومی ہے۔ کول، سپرو آدی بڑے بڑے خاندان آج تک پراچین کال سے مشہور چلے آ رہے ہیں۔ در خاندان بھی انہی بڑے شہور خاندانوں میں سے ایک ہے۔ ان خاندانوں نے نہ صرف شری جواہر لال نہرو جیسے مہان "شانتی دوت" تیج بہادر سپرو جیسے مہان ویکتی ہی پیدا کئے ہیں۔ پرنتو بڑی ادھیاتمک وبھوتیاں بھی پیدا کی ہیں۔ آج سے کوئی تین سو سال پہلے مشہور در خاندان میں پنڈت مادھو جو در پیدا ہوئے ہیں جو بڑے گیانی۔ عالم اور ادھیاتمک پرش ہو گزرے ہیں۔ پنڈت مادھو جو در جگت امبا کے بھگت تھے۔ اپنے نتیہ کرم میں روز پراتہ کال شری شاریکا دیوی (ہاری پربت) کا پرکرما کیا کرتے تھے۔ کئی سال تک اس نتیہ کرم کو نبھاتے نبھاتے ایک رات شری جگدمبا شری شارکا دیوی پنڈت مادھو جو پر پرسن ہوئیں اور دیوی آنگن (شری چکریشور ہاری پربت) میں ایک شیر پر سوار پرسن مکھ سے پرکٹ ہوئیں اور پنڈت مادھو جو در کے سامنے شیر کو کھڑا کر کے بولنے لگیں۔ "تمہاری بھگتی نے باندھ لیا ہے اور میں تم کو ساکھشات درشن دینے پر مجبور ہو گئی ہوں اب کہو تمہاری کامنا کیا ہے؟ کس اپرائے سے تم میرا پرکرما کرتے رہے ہو۔ تم کیا چاہتے ہو۔ میں ابھی وردان پورا کرتی ہوں"۔ پنڈت مادھو جو نے رات کی خاموشی میں چاروں



اور پرکاش دیکھتے ہوئے اور شری شاریکا دیوی کے شیر پر ساکھشات روپ میں درشن کر کے اس کے چرنوں میں سر جھکایا۔ اس کے رونگٹھے کھڑے ہو گئے اور گدگدوانی میں جگدمبا کی استوتی کرنے لگے۔ جگدمبا نے پھر پوچھا "کیا ہے تمہاری منو کامنا۔ کہو۔ میں ابھی پوری کرتی ہوں"۔ مادھو جو کو ہرش ہوا اور جھٹ بول اٹھا۔ "میں آپ کو اپنی لڑکی کے روپ میں پالنا چاہتا ہوں"۔ جگدمبا نے مادھو جو کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "تتھا استو"۔ جگدمبا انتردھیان ہو گئیں اور مادھو جو پرسنتا کے مارے چھلانگیں مارتا ہوا پرکرما کر کے واپس گھر لوٹا۔ مگر اس رہسیہ کو چھپائے ہی رکھا۔ آخر جگدمبا کے انوگرہ کے انوسار جیشٹھ شکلہ پکش پورنما ۱۶۷۷ سنہ ب کو مادھو جی کے گھر میں پورے نو مہینے کے بعد دیوی نے جنم لیا۔ پریوار میں خوشی منائی گئی۔ راتری کا اندھیرا دور ہوتا جا رہا تھا اور پرکاش نئے دن چڑھ رہا تھا۔ سوریہ دیوتا نے چاروں اور اپنا پرکاش پھیلایا۔ گھر پرسنتا کے مارے پھولے نہیں سماتا تھا پریوار اور رشتہ دار خوش تھے ہاں "کسی کسی" نے لڑکی کے جنم پر کچھ شوک بھی پرکٹ کیا کیونکہ اکثر لوگ کم بدھی کے انوسار "لڑکی کے جنم" کو "برہم پھانسی" سمجھ کر شوک ہی مناتے ہیں کچھ خوشی کی باتیں ہوئیں۔ کچھ غم کی۔ مگر مادھو جو تو رہسیہ جانتے ہی تھے۔ وہ بہت خوش تھے۔ کسے معلوم تھا کہ یہ "نوجات ششو" (نوزائیدہ بچہ) سنسار بھر میں "الکھ ایشوری صاحبہ" کے پوتر نام سے اپنے در خاندان جس میں وہ جنمی اور کاشمیر دیش کا نام چمکائیگی دھنیہ جگدمبا۔ بچی کا نام "روپ" جس کو کشمیری بھاشا میں "چاندی" کہتے ہیں رکھا گیا "روپ" اصلی معنوں میں "چاندی" تھی جو آگے چل کر "سونا" اور پھر اصلی "کندن" بن گئی۔

## بال اوستھا

"روپا" بچپن سے ہی بڑی تیج وان اور تیز بُدھی والی تھی۔ ہر کام کو جو چھوٹے چھوٹے بچوں کو اُن دنوں گھروں میں کرنے دیا جاتا تھا وہ کمال لگن۔ سادھانی اور بُدھی متا سے کرتی تھی۔ پریوار کے لوگ کیا دوسرے بھی اُس کے ہر کام کی پرشنسا کرتے تھے "روپا" شاید تین چار ورش کی ہوگی جب کہ ایک بار اُسے "تل" کا ایک تھال صاف کرنے یعنی "چھننے" کو دیا گیا۔ ہاں اس "تل کے تھال" کے بارے میں مشہور ہے کہ مادھو جو در کے مکان کے بالکل مقابل میں وِتستا ندی کے دوسرے کنارے پر ایک مسلمان سنت مُلّا آخون رہا کرتے تھے اور مادھو جو روز شام کو اُن کے پاس جایا کرتے تھے۔ یہ سنت مادھو جو پر بہت خوش تھے۔ شیوراتری کے دن شام کو مادھو جو جب سنت کے پاس بیٹھے تھے تو سنت کے ساتھ وہ بھگوت چرچا میں اتنے مگن ہو گئے کہ گھر شیوتراری کی پوجا کرنا ہی بھول گئے۔ گھر میں پریوار کے لوگ مادھو جو کا کافی دیر تک انتظار کرتے رہے۔ آخر مادھو جو کو رات کافی گذرنے کے بعد شِوراتری اور گھر کا خیال آیا تو سنت سے گھر جانے کی اجازت مانگی مسلمان سنت نے مادھو جو سے پوچھا "کیوں کیا بات ہے۔ جو تم اتنی جلدی جانا چاہتے ہو۔ بیٹھو ابھی کافی وقت ہے" مادھو جو نے ہاتھ جوڑ کر اُتر دیا۔ "آج شیوراتری ہے گھر میں میری انتظار ہو رہی ہوگی۔ برہمن (گور) آیا ہوگا۔ پوجا کرنی ہے"۔ سنت پھر بولے "کس کی پوجا کرتے ہو۔ وہاں کیا رکھتے ہو" مادھو جو نے جواب دیا کہ ہم مٹی کے گھڑے میں اخروٹ ڈالتے ہیں ... وغیرہ۔ وغیرہ"۔ اس پر



سنت صاحب نے کہا "اچھا جاؤ۔ مگر ذرا جانے سے پہلے اُس کوٹھڑی کا دروازہ کھولو اور دیکھو وہاں کیا ہے"۔ سنت صاحب کے کمرے کے سامنے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی اور سنت مادھو جو کو کوئی کرشمہ دکھانا چاہتے تھے۔ اسی لئے اتنی پوچھ تاچھ کی۔ مادھو جو حسب ارشاد کوٹھڑی میں جب داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ کوٹھڑی پرکاش مے ہے۔ ہر طرف نُور برستا ہے اور سامنے بھگوان شِو پاروتی جی اور سپت رشی آدی ساکھشات رُوپ میں براجمان ہیں۔ عین اُسی طرح جس طرح شِوراتری کے دن کشمیری ہندو شِبو پریوار آدی کی پُوجا کرتے ہیں جس کو کشمیری میں "وٹک راژہ" کہتے ہیں مگر یہاں ساکھشات درشن تھے۔ مادھو جو حیرت زدہ ہو گئے۔ بھگوان شِبو اور پاروتی جی کے چرنوں میں ساشٹانگ ڈنڈوت کر کے اپنے آپ کو بھول گئے۔ کچھ دیر کے بعد سنت جی نے باہر بلایا اور کہا "کئے درشن بھگوان شیو کے . . . " آخر میں سنت جی نے کہا "اچھا اب گھر جاؤ۔ وہاں بھی تمہاری انتظار ہو رہی ہوگی اب اُوپر پُل سے جانے میں دیر لگے گی۔ وہ لو میری کھڑاؤں۔ اسی کو پہنو اور وتستا ندی کے اُوپر سے پار کر لو۔ جلدی گھر پہنچو گے"۔ مادھو جو نے ایسا ہی کیا اور وِتستا ندی کے پانی کے اُوپر سے ٹھیک ایسا چلتا بنا جیسے کہ آدمی سڑک پر سے چلتا ہے ساتھ ہی سنت جی نے ایک تل بھرا تھال بھی دیا اور کہا "یہ لو۔ گھر میں تمہاری دیوی (لڑکی روپ) سے صاف کروانا۔ آدی . . . " مادھو جو جب گھر پہنچے۔ آدھی رات گذر چکی تھی۔ مگر گھر میں جیسے ابھی پُوجا کا ہی وقت تھا۔ خیر مادھو جو نے یہ دوسرا رہسیہ کبھی کسی کو نہ کہا۔ "روپا" دوڑتی دوڑتی آئی اور کہا۔ "بسیا۔ آپ نے جو تل پار سے لایا ہے وہ مجھے صاف کرنے کے لئے کیوں

نہیں دیتے"۔ پتا بہت حیران ہوا کہ اس تین چار سال کی بچی کو یہ کہاں سے معلوم ہوا یہ کیا آشچریہ ہے؟ خیر جھٹ اُسے خیال ہوا کہ او ہو! یہ لڑکی تو لڑکی نہیں ہے دیوی کا سوروپ ہے سروگیہ (سب جاننے والی) ہے اور چپکے سے لڑکی کو تل بھرا تھال پکڑا دیا۔ ایک روز "روپ" اپنے گھر کے ایک نوکر کے ساتھ رعنا واری اپنے ننہال جا رہی تھی راستے میں پیر پنڈت بادشاہ ریشہ پیر کے ہاں سے جب گذرے تو نوکر شاید ہندو تھا اور وہ پیر پنڈت بادشاہ کو پرنام کرنے گئے اتنی دیر "روپ" اُس کی کھڑاؤں سے کھیلنے لگی تھی۔ بچی تھی۔ پیر پنڈت بادشاہ نے جب بچی کو اُس کی کھڑاؤں سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو اُسے کرودھ ہوا اور بچی کو ڈانٹا۔ بچی نے پیر پنڈت بادشاہ کی طرف ایک معصومانہ مگر گیان بھری درشٹی دوڑا کر کہا۔ "ریشس پیئیے یہ تنبراہ اوہ ناجنی گیس . . ." یہ شبد کہہ کر بچی نے نوکر سے واپس گھر جانے کو کہا۔ پیر پنڈت بادشاہ حیرت میں ڈوب گئے مگر بچی جا چکی تھی۔

چونکہ اُن دنوں کشمیر میں مغلوں کی حکومت تھی۔ فارسی زبان کا دور دورہ تھا لوگ سنسکرت کم جانتے تھے ہاں پنڈت۔ براہمن اور گیانی ہندو سنسکرت بھاشا سے پریچت تھے ہندوؤں میں شاردا لپی میں بھی لکھنے کا رواج تھا دیش کال کے انوسار "روپ" نے ان بھاشاؤں پر بچپن میں ہی کافی عبور حاصل کیا۔ آیو کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ گیان۔ دھیان۔ پوجا پاٹھ کی اور بھی ادھک رُچی اور لگن بڑھتی گئی اور دھیرے دھیرے دیوی سوروپ "روپ" گیان مئے بن گئی مگر عام لوگ اس سے اتنے واقف نہ تھے۔ مادھو جو سب کچھ دیکھتے رہتے مگر کسی کو نہ کہتے۔ آخر دیوی کی آیو جب کوئی سات سال کی ہو گئی تو ماتا پتا کو اس کی شادی کا فکر دامنگیر ہوا کیونکہ



اُن دنوں کشمیری ہندوؤں میں لڑکیوں کو چھوٹی عمر میں ہی شادی کرنے کا رواج عام تھا۔

### وِواہت جیون

آخر کار جبہ کدل سے کچھ اُوپر سفری یار محلے میں سپرو خاندان کے ایک لڑکے شری ہیرانند سپرو کے ساتھ منگنی ہو گئی اُس وقت کے رواج کے مطابق سب کچھ ٹھیک طرح سے انجام لایا گیا۔ لگن مقرر ہوا۔ شادی ہوئی اور "روپ" اب اپنے پتا کے گھر سے نکل کر اپنے پتی کے گھر پہنچی۔ ہیرانند کچھ عجیب طبیعت کا آدمی تھا۔ بھگوت چرچا۔ گیان دھیان اور پوجا پاٹھ سے نہ کچھ لگن تھی نہ کچھ رُچی اُس کی ماتا جی سنیہ کجی بھی کچھ ایسی ہی تھی طبیعت کی ذرا تیز تھی اور گھر میں نوُح کے آنے پر ساس کی طبیعت کچھ اور تیز ہو گئی اور "روپ" کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنے لگی۔ کچھ رعب جمانے لگی۔ کچھ اپنا ساس پنا دکھانے لگی۔ 'روپ' کے آنے سے اس گھر کی دُردشا دھیرے دھیرے دُور ہونے لگی۔ کچھ ویبھو (वैभव) اور کچھ پُونجی بڑھنے لگی مگر گھر کے دوسرے آدمیوں کو اس کا اصلی نہ بھاس ہی ہوا۔ اور نہ راز ہی معلوم ہوا۔ 'روپ' اپنا گھر کا کام۔ نمرتا۔ شانت سوبھاؤ۔ لگن۔ سادھا تی اور بدھی متا سے کرتی رہتی۔ مگر جیسا کہ ایشور کی یہ اِچھا ہی نہ تھی کہ گرہست کے بندھنوں سے 'روپ' جکڑی رہے۔ اُس کا پتی دیو اور ساس صاحبہ 'روپ' کو طرح طرح کے کشٹ دینے لگے اور بات بات پر جھڑکتے رہتے۔ ہر کام میں نکتہ چینی کرتے مگر 'روپ' خاموشی سے اپنا کام کرتی اور سب کچھ بُرا بھلا سہن کرتی جاتی۔ ماتھے پر بل تک نہ لاتی۔ ایک بار 'روپ' کے میکے والوں نے کسی گھریلو اُتسو کے اوسر پر سپرو والوں کے گھر پرشاد کے کھیر کا ایک بڑا دیگچہ بھیجا۔ 'روپ' کی ساس نے مادھو جو در کے گھر سے آئے ہوئے نوکروں کو بھی دھتکارا جھڑکا اور لعن طعن کی کہ میرے اتنے رشتہ دار ہیں۔ سمبندھی ہیں۔ محلے والے ہیں۔ میں یہاں اس ایک دیگچے سے کیا کروں گی۔ میں کیا بانٹوں گی؟ کس

کو بانٹوں گی؟ کیا میں اُن کا کلیجہ بانٹوں گی؟ وغیرہ۔ وغیرہ۔ اس پر رُوپا نے ساس سے نمرتا پوروک ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کی کہ "ساس صاحبہ اپنی زبان سے ایسے ایسے انوچت شبد نکالنے کی کیا آوشکتا ہے؟ آپ شوق سے دل کھول کر بانٹئے۔ جس جس کو جتنا جتنا پرشاد بانٹنا ہو۔ بانٹتے جائیے۔"

ساس صاحبہ نے شرارت اور کرودھ میں آکر دیگچے میں سے کھیر کا پرشاد بانٹنے کی جب تیاری کی تو رُوپا نے ایک اور پرارتھنا کی کہ "ساس صاحبہ بانٹتے وقت دیگچے کا ڈھکنا نہ اُٹھائیے۔ ایک ایک کڑچھی نکالتے جائیے اور ساتھ ساتھ ڈھکن سے اس کو ڈھکتے جائیے اور آپ دیکھیں کہ اس دیگچے میں سے کتنی کھیر نکلتی ہے"؟ آخرکار ساس صاحبہ نے محلہ والوں۔ رشتہ داروں اور تمام سمبندھیوں کو اور ایروں غیروں نتھو خیروں کو زیادہ زیادہ مقدار میں بانٹا اس کی باہیں بانٹتے بانٹتے جب تھک گئیں اور کچھ آشچریہ میں پڑ گئیں کہ آخر اس برتن میں سے کتنی کھیر نکلی؟ ختم ہونے کا نام بھی نہیں۔ 'رُوپ' سب کچھ دیکھتی رہ گئی اور خاموشی سے اپنا کام کرتی گئی۔ آخرکار ساس صاحبہ نے تھک کر خود پرشاد کھانا شروع کیا۔ دیگچے کا ڈھکن نیچے رہ گیا اور اس کے اندر جھانکا تو دیگچہ خالی پڑا تھا ....... اتنا ہونے پر بھی ساس صاحبہ کا پارہ نہ اُترا تو پھر کرودھ میں آکر رُوپا سے کہنے لگی "۔ اب یہاں پر کون نوکر ہے جو یہ دیگچہ تمہارے باپ کے گھر پہنچا دیگا۔ اب کس یمراج کو بلاؤں گی؟"

رُوپا کو یہ ناگوار گذرا مگر زبان سے ایک شبد بھی نہ نکالا۔ دیگچے کو ولستا ندی کے کنارے مانجھنے کا بہانہ کر کے چلی گئی اور دیگچے کو ولستا ندی کے حوالے کر کے کہا "جاؤ۔ مادھو جو در کے گھر پہنچ جانا"۔ ڈدامر (نواکدل) میں مادھو جو سندھیا کر رہے تھے۔ دیگچہ وہاں پہنچا۔ انہوں نے اس کو پانی



سے باہر نکال کر دیکھا کہ یہ اُن کا وہی دیگچہ ہے جو کھیر کا پرشاد لے کر سپرو والوں کے ہاں کل بھیجا گیا تھا اُٹھا کر گھر لے گیا اور حیرت میں ڈوب گیا۔ جان گیا کہ یہ اُس کی دیوی سوروپ لڑکی کا ہی چمتکار ہے۔ 'رُوپا' کے میکے والے بھی حیران اور ششدر رہ گئے۔ بات ادھر اُدھر پھیل گئی اور لوگ 'رُوپا' کی پرشنسا کرنے لگے۔ ایک روز ہیرانند سپرو کے گھر میں کوئی اتسو تھا۔ اپنے کُل کے براہمن کے علاوہ اور بھی بہت سے براہمن (گور) نمنترت تھے۔ ان کا کُل براہمن ادھک پڑھا لکھا تھا نہیں اور اس کو شاستروں آدی کا گیان بھی کم تھا۔ براہمنوں کی سبھا میں اس کا بہت اپمان ہوا۔ حتّٰی کہ یہ براہمن سبھا میں سے نکل بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ براہمن جب صحن میں پہنچا 'رُوپ' پانی کا گھڑا لیکر آ رہی تھی۔ جونہی براہمن کو اشرو بھرے نیتروں اور دکھی ہو کر نکلتے ہوئے دیکھا اور پوچھنے پر جب سارا حال معلوم ہوا تو رُوپا نے براہمن کو سانتونا دے کر اندر سبھا میں اشنان کر کے پھر سے بیٹھ کر کاریہ میں بھاگ لینے پر رضامند کیا۔ سبھا میں دوبارہ بیٹھ کر اب کی بار اس براہمن کے تیج۔ بدھی بل اور شاستراتھ آدی کو دیکھ اور سُن کر باقی براہمن آشچریہ چکت ہوئے اور شرمندہ ہو کر اس براہمن سے اس سے پہلے ہوئے اپمان کی کھما یاچنا کرنے لگے یہ بھی 'رُوپ بھوانی' کی اپار کرپا اور دیا کا ہی پرنام تھا۔

'رُوپ' شارکا دیوی ہاری پربت روز رات کے اندھیرے میں پرکرما کرنے جایا کرتی تھی اور رات کے اندھیرے میں واپس لوٹا کرتی تھی۔ کئی سال تک یہ کسی کو پتہ نہ چلا کہ 'رُوپ' کیا کرتی ہے حالانکہ اُس کے پتی دیو ہیرانند کو بھی جو کہ اس کے ساتھ ہی ایک ہی کمرے میں سوتا تھا اس کا ذرہ بھر بھی پتہ نہ تھا۔ ایک رات اس کی ساس صاحبہ نے رُوپا کو شیر پر سوار ہوتے گھر سے نکلتے دیکھا۔ ہیرانند کی ماں 'رُوپا' سے بدظن کرنے کے لئے اپنے لڑکے کو طرح

طرح کی بناوٹی باتیں کہتی کہ "روپ" کوئی ڈائن ہے۔ بھوتنی ہے۔ روز رات کو نہ معلوم کیوں گھر سے غائب ہو جاتی ہے۔ کہاں جاتی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔" دوسری رات ہیرانند رات کے وقت تاک میں رہا۔ کھڑکی سے جھانکا تو کیا دیکھتا ہے کہ باہر پرکاش پھیلا ہے۔ ایک شیر دروازے پر کھڑا کسی کی انتظار کر رہا ہے اور آنکھ جھپک میں کیا دیکھتا ہے کہ اس کی دھرم پتنی "روپ" بال بکھرے ہوئے تیج وان اور پرسن مکھ سے اس شیر پر سوار ہو گئی اور ہاری پربت کے راستے چل پڑی۔ ہیرانند بھی جرأت اور ہمت کے ساتھ پیچھے پیچھے ہو لیا۔ ہاری پربت میں دیوی آنگن سے ہوتے ہوئے جب ہاری بھگوتی کے نزدیک پہنچے تو ہیرانند کیا دیکھتا ہے کہ سامنے پانی ہی پانی ہے۔ بہت دور تک پھیلے ہوئے پانی کے ایک سمندر کا بھاس ہیرانند کو ہوا۔ وہ گھبرایا۔ اس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ آگے بڑھنے کی ہمت اس میں رہی ہی نہیں۔ ٹانگیں جیسے ٹوٹ گئیں۔ روپ بھوانی بہت آگے بڑھ چکی تھیں ہیرانند نے روپ بھوانی کو دیکھا جیسے وہ پانی کے اوپر ہی چلتی ہے یہ دیکھ کر وہ اور بھی گھبرایا اور واپس لوٹنے کی ٹھان لی۔ روپ بھوانی نے دور سے ہی ہاتھ سے اشارہ کر کے ہیرانند کو آگے چلنے کو کہا۔ مگر ہیرانند اس ڈر کے مارے کہ کہیں وہ اس پانی میں ڈوب نہ جائے۔ آگے نہ بڑھا بلکہ واپس باچھ دروازہ کے راستے گھر لوٹ آیا۔ روپ بھوانی حسب معمول گھر پہنچ گئی۔ گھر بیٹھ کر روپ بھوانی نے اپنے پتی دیو سے کہا "پتی دیو! آپ کیوں مفت میں شور مچاتے ہو؟ خاموش رہو کسی سے نہ کہو تمہارا کلیان بھی ہوگا۔ تمہاری سب منوکامنائیں سدھ بھی ہوں گی اور تمہاری مکتی بھی ہوگی۔ خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ کیا ہوتا ہے؟" مگر بدھی ہین ہیرانند سے رہا نہ گیا اور اپنی ماں سے سارا ماجرا کہہ سنایا یہ کہتے کہتے ہیرانند مورچھت ہو گئے۔ اس کے بعد روپ بھوانی نے اس گھر کو کوئی ساڑھے بارہ ورش



کی آیو میں تیاگ دیا اور کہیں پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں گئی؟

**اگور تپسیا**

شری نگر سے دور جنگلوں میں روپ بھوانی نے اپنی تپسیا کے لئے چشمہ شاہی (موجودہ) کے ذرا نیچے چشمہ صاحبی کی پوتر اور دلکش دھرتی کو موزوں پایا اور اسی پوتر ستھان میں ساڑھے بارہ سال اگور تپسیا کی۔ چشمہ صاحبی کا نام شری روپ بھوانی (الکھ ایشوری صاحبہ) کے پوتر نام پر ہی پرسدھ ہوا ہے۔ چشمہ صاحبی میں پدھارنے اور پھر کئی ورش تک نواس کرنے کا کسی بھی نگر واسی کو پتہ نہ لگا۔ آخر روپ بھوانی چھپ کر کیسے رہ سکتی تھیں۔ سوریہ اُدے پر سوریہ دیوتا کیسے لوگوں سے دور رہ سکتا ہے۔ گلاب کے پھول کی سگندھی کیسے چاروں اور پھیلنے سے رہ جاتی ہے؟ روپ بھوانی کا تیج تیاگ اور تپسیا کا چرچا اب نزدیک اور دور ہونے لگا۔ دھیرے دھیرے روپ بھوانی کے درشنوں کے لئے درشن ابھلاشی بڑی سنکھیا میں آنے لگے اور چشمہ صاحبی میں مانو تیرتھ یاترا کا آرمبھ ہونے لگا۔ روپ بھوانی تو اس سنسارک جھنجھٹ سے ابھی دور ہی رہنا چاہتی تھی۔ شہر کیا اپنے گھر کو تیاگ بھی دیا تھا اسی لئے مگر یہاں پر اور بھی زیادہ دنیاوی شور و غل دیکھ کر یہاں سے بھی کہیں اور جانے کا نشچے کیا اور آخر کار یہاں ساڑھے بارہ سال اگور تپسیا کرنے کے بعد چشمہ صاحبی کی دھرتی کو اپنے پوتر چرنوں سے شدھ اور رہتی دنیا تک مشہور بنا کر یہاں سے بھی نکل پڑی۔ اگلے دن سے درشن ابھلاشی روپ بھوانی کو وہاں نہ پا کر دکھی ہوئے ولاپ کرنے لگے آس پاس کی بستیوں میں ڈھونڈنے لگے مگر روپ بھوانی کا یہاں بھی کہیں پتہ نہ چلا۔ وہ درشن ابھلاشیوں کے لئے کیول ایک پوتر کنڈ "چشمہ صاحبی" چھوڑ گئیں تھیں۔

**وولُشن (منیگام) میں**

چشمہ صاحبی سے نکل کر روپ بھوانی منیگام سے

اُوپر ودوتشن نام کے جنگل میں نواس کرنے لگی۔ ایک چھوٹی سی گپھا میں تپسیا میں
مگن ہوگئی۔ باہری سنسار کا دھیان بالکل چھوڑ دیا۔ سالوک بھوجن میں دودھ تو پہلا
درجہ رکھتا ہے۔ جنگل میں دودھ کہاں ملے؟ گاؤں والوں سے دور رہ کر سنساری
جھنجھٹوں میں نہ پڑ کر دودھ کے لئے کس کو کہے؟ کیا آ دُشیکتا۔ وہ تو ساکھشات دیوی
تھی جو چاہے سو کر سکتی تھی جس چیز کی من میں اچھیا ہو سنکلپ ہو۔ وہ چیز حاضر
اس کے دربار میں کس چیز کی کمی۔ خیر منیگام کا ایک گوالا (کامدہنو چرانے والا) اپنے
گاؤں کی گائیں چرانے کے لئے روز سویرے نکل پڑتا اور ودوتشن کے ارد گرد
ادھر جنگلوں میں دن بھر گائیں چرا کر شام کو واپس گاؤں لوٹتا مگر اس کے ریوڑ
میں ایک سندر سوشیل سوبھاؤ والی اور دودھار کامدہنو روز دن کے ایک خاص
وقت میں کہیں غائب ہو جاتی۔ گوالا ڈھونڈتا۔ پر کہیں نہ ملتی۔ مگر آشچریہ کی بات
کہ روز وہ وقت پر گھر لوٹنے سے پہلے پھر ریوڑ میں گھاس چرتی دکھائی دیتی
کئی سال تک گوالا پریشان رہا نہ گاؤں میں کسی کو کہہ سکتا تھا نہ کامدہنو کے
مالکوں کو ہی نہ اُسے یہ خیال ہی آتا تھا کہ دن بھر تاک میں رہ کر اس کا دھیان
رکھے کہ آخر وہ جاتی کہاں ہے۔ ایک روز جیسی کہ دیوی کی اچھیا ہی تھی کہ وہ
اس گوالے کو درشن دے اور اس کی پریشانی اور دکھ دور ہو۔ گوالے کو جھٹ
دماغ میں بجلی کی طرح خیال دوڑا اور پھر سمئے بھی آن پہنچا تھا وہ سویرے
سے ہی اس بھاگوان کامدہنو کی تاک میں رہا اور جب اپنے موقعے پر کامدہنو
ریوڑ میں سے گھاس چر کر ایک طرف جانے لگی تو گوالا اُسکے پیچھے پیچھے ہو لیا
جنگل میں بہت دور جس طرف گوالا اپنے ریوڑ کو کبھی بھی نہ لایا تھا جا کر دور
سے ہی ایک گپھا دیکھی۔ خود کہیں آڑ میں چھپ گیا۔ کامدہنو گپھا کے بالکل
سامنے رک گئی۔ سندر تیج وان اور سادھو کے روپ میں ایک استری کو ایک



لوٹا ہاتھ میں لئے کامدہنو کے نزدیک آتے دیکھا۔ تیج وان استری نے لوٹا اس کے تھنوں
کے نیچے دھر دیا۔ کامدہنو کے چاروں تھنوں سے امرت دھارائیں بہہ نکلیں۔ مانو یہ
چار دھارائیں دھرم۔ ارتھ کام اور موکھش کی تھیں۔ لوٹا بھر گیا۔ دیوی سوروپ رُدیہ
بھوانی نے امرت بھرا لوٹا اٹھا لیا اور گپھا کے اندر چلی گئی۔ گوالا آڑ میں چھپا سب
کچھ دیکھ رہا تھا وہ بہت حیران ہوا اس کی حیرانی کی حد نہ رہی اس کی آنکھیں کچھ
چندھیا گئیں آنکھوں کو بار بار ملتے جاتا کہ آخر میں کیا چمتکار دیکھ رہا ہوں کامدہنو
اپنا "نیتہ کرم" سماپت کرنے کے بعد واپس لوٹی۔ گوالا من میں دیوی کو پرنام کر کے
کامدہنو کے پیچھے پیچھے چلتا بنا۔ راستے میں انیک پرکار کے وچاروں نے بیچارے گوالے
کے من میں طوفان پیدا کر لیا وہ سوچنے لگا "کس سے کہوں۔ کیا کہوں اور کیا کروں؟"
اسی اُدھیڑ بن میں شام کو ریوڑ کو ساتھ لیکر حسب معمول گاؤں لوٹا۔ یہاں پر اُس نے
یہ ارادہ کر لیا کہ یہ "رپورٹ" گاؤں کے نمبردار کو پہنچانی ضروری ہے اور موضع
منیگام کے نمبردار پنڈت لال چند کو ایکانت میں کہہ سنایا۔ اُس سمئے کی پرتھا کے
انوسار کسی بھی پرکار کی کوئی ایسی گھٹنا ہوتی۔ اُس کی رپورٹ نمبردار کو پہنچانی ضروری
ہوتی تھی اور پنڈت لال چند چونکہ دھرماتما تھا اور سادھو سنتوں کی سیوا کرنا
اپنے جیون کا دھییہ بنا لیا تھا اس نے گوالے سے جب یہ ماجرا سُن لیا تو وہ سمجھ
گیا کہ گپھا میں دیوی سوروپ کوئی تپسونی ہے کسی طرح سے اُس کو اپنے گھر
لانا چاہیئے۔ دوسرے روز گوالے کو ساتھ لیکر اُس پوتر گپھا میں پہنچ گیا دیوی
کے درشن کئے۔ ساشٹانگ پرنام کیا۔ اپنے آپ کو سوبھاگیہ شالی سمجھا۔ اپنے
پاپوں کا ناش ہوتے دیکھا اپنا جیون سپھل ہوتے انوبھو کیا۔ دیوی کے
چرنوں میں زار زار رونے لگا اور پرارتھنا کی "دیوی جی مجھ پر انوگرہ ہوا ہے۔
مجھ پر آپ کی بڑی اپار کرپا ہوئی ہے۔ میں بہت بھاگوان ہوں جو آپ کے درشن

کئے اب ایک پرارتھنا ہے مجھ پر اور کرپا کیجئے۔ دَیا کیجئے۔ میرے گھر پدھارئیے میں آپ کی سیوا کرنا چاہتا ہوں آپ کا بھگت ہوں" دیوی جی نے گاؤں میں نہ جانے کی اچھیا پرگٹ کی۔ پرنتو لال چند اپنی ضد پر ڈٹا رہا۔ چرنوں میں آنسو بہاتا رہا اور دیوی جی کو اپنے گھر لے جانے کے بنا اور کوئی بات بھی نہ کرتا تھا دیوی جی لال چند کی اس اٹوٹ شردھا اور بھگتی سے بہت پرسن ہوئیں۔ لال چند کے گھر جانے کے لئے اب اُسے وودشنا دکھائی پڑی مگر لال چند سے وہ کچھ پریکھشا بھی لینا چاہتی تھی۔ دیوی جی نے کہا "اچھا لال چند میری کچھ باتیں ہیں یدی تم اُن کو پورا کرنے کے لئے تیار ہو۔ میں پھر تمہارے گھر آؤں گی۔ کہو سویکار ہے کیوں"؟ لال چند نے اُس کے چرنوں میں سر جھکا کر ہاتھ جوڑتے ہوئے اُتر دیا "دیوی جی میں تو اپنا شریر اور اپنی آتما ہی جب آپ کے ارپن کر چکا ہوں اور رہنا ہی کیا ہے۔ میں آپ کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہوں۔ جو آگیا ہو اُس کی پالنا میں بنا کسی جھجک اور ہچکچاہٹ کے کروں گا۔ آگیا کیجئے"۔ دیوی جی نے کہا "میں تمہارے گھر آؤں گی۔ میرے آنے سے تم کو انیک کشٹ اُٹھانے ہوں گے طرح طرح کی مصیبتیں جھیلنی ہونگیں۔ کہو تیار ہو اس کے لئے اور تمہارے گھر میں میں جہاں بیٹھوں گی اُس مکان سے نہیں نکلوں گی سویکار ہے۔ کہو"۔ لال چند چاہتا تھا کہ کسی طرح سے دیوی جی اُس کے گھر پدھارین کرے۔ جھٹ ہاتھ جوڑ کر اُتر دیا۔ "سب کچھ سویکار ہے"

## نایا دی سنسار میں

"روپ بھوانی" لال چند کے گھر گئی دن دن چڑھتا گیا۔ لال چند انیک پرکار کے کشٹوں میں جکڑتا گیا بڑھتا۔ بیماری اور طرح طرح کے کشٹوں کے بعد علاقے بھر میں اَن کا کال پڑ گیا لال چند کیا سارے لوگ بھوکوں مرنے لگے "رُوپ بھوانی" سب کچھ جانتی تھیں۔



لال چند خاموش تھا زبان سے اُف تک نہ کرتا تھا۔ کرتا بھی کیا۔ دیوی جی سے تو اس سب کچھ کے لئے پرن کرکے آیا تھا ادھر سے اب دیوی جی کو لال چند کی دُردشا کا انت کرنا تھا۔ اس کا پریوارک۔ سنسارک اور مانسک اُدھار کرنا چاہتی تھی اور لال چند کو ست مارگ لانا چاہتی تھی ایک روز لال چند "روپ بھوانی" کے چرنوں میں اُداس بیٹھا کچھ وچار مگن تھا۔ روپ بھوانی نے اُچت سمئے جان کر لال چند سے کہا کہ "اٹھو کہیں سے دو چار ترک دھان کسی طرح سے پراپت کرو۔ اب سمئے آگیا ہے اٹھو آلس اور کاہرتا تیاگو جاؤ" لال چند جو "آگیا" کہہ کر دھان کی تلاش میں ادھر اُدھر بھٹکتا رہا چونکہ وہ نمبردار تھا گاؤں کا مکھیا ہونے کے علاوہ علاقہ بھر کا بارسوخ آدمی تھا ادھر اُدھر سے کسی طرح دو چار ترک دھان جمع کرکے لاکر دیوی جی کے سامنے رکھا۔ "روپ بھوانی" نے ایک مٹی کے بڑے برتن (مرٹ) کی طرف اشارہ کرکے کہا "جاؤ اُس میں ڈھک کر رکھو اُسی میں سے پریوار کے لئے اَن نکالتے جاؤ اور کسی کسی کو اور بھی دینا ہو دیتے جاؤ مگر کسی کو نہ کہنا" لال چند خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ پریوار خوشی خوشی اپنی جیویکا نبھاتا رہا ہے علاقہ بھر کے بہت سے پیڑت لوگ بھی لال چند کے گھر سے دھان لیتے رہے مختصر یہ کہ اس برتن میں سے دھان نکالتے جانے پر بھی یہ مرٹ پر پورن رہتی" لال چند کو ہرش بھی ہوا اور "روپ بھوانی" کا یہ چمتکار دیکھ کر آشچریہ چکت بھی ہوا۔ رہسیہ کسی کو نہ کہا آس پاس کے لوگ لال چند کے گھر کی دَشا ٹھیک ہوتے دیکھ کر اور اس کے گھر سے اس کال کے سمئے لوگوں کو اَن ملتے دیکھ کر حیران ہوئے اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہنے لگے" لال چند کے گھر کوئی ساکھشات دیوی بیٹھی ہے" اب اس کے گھر دیوی جی کے درشنوں کو لوگ جوق در جوق آنے لگے ایک روز "روپ بھوانی" نے کچھ ایسی گھٹنا دیکھ کر لال چند کے گھر سے نکلنے کی ٹھان لی۔ مگر خود نکلتی کیسے وہ تو اس گھر میں آتی بار ہی لال چند سے کہہ گئی تھی۔

کر میں اس گھر سے نہیں نکلوں گی اس کے لئے کچھ اور ہی راستہ بنانا تھا۔ ایک روز لال چند اور دوسرے گاؤں کے لوگ باہر سے کیا دیکھتے ہیں کہ لال چند کا وہ مکان جس میں "روپ بھوانی" براجمان تھی جل رہا ہے وہ چیختے چلانے لگے ہائے اب کیا ہوگا گھر کا سامان باہر نکالنے لگے مگر لال چند کو دیوی سوروپ "روپ بھوانی" کی چنتا لگی رہی کہ وہ باہر کیسے نکلے گی وہ تو جل جائے گی۔ اس وقت لال چند بھول گیا۔ کہ دیوی سوروپ روپ بھوانی" کو یہ آگ کیا جلا سکیگی وہ تو "پدم پترم ایوامبھا" ہے۔ جل میں کمل کے سمان ہے جل میں رہتے ہوئے جل اُسے چھو نہیں رہا ہے سنسار میں شریر دھارن کرتے ہوئے سنسار سے الگ ہے آگ میں رہتے ہوئے آگ اُسے کیا بگاڑ سکتی ہے۔ لال چند کسی طرح سے جلتے مکان کے اندر گھس گیا اور "روپ بھوانی سے جلتے مکان سے باہر نکلنے کی پرارتھنا کی۔ بڑی مشکل سے دیوی جی مان گئی اور مکان سے باہر آنکلی۔ باہر نکلتے ہی جب مکان کی طرف درشٹی دوڑائی تو کیا ہوا کہ مکان میں نہ آگ لگی ہے اور نہ کچھ۔ آگ غائب لوگ حیران اور ششدر رہ گئے۔ روپ بھوانی' نے پھر ایک نئی کٹیا میں شاہ کول (دریائے سندھ کا ایک نالہ) جو منیگام کے نزدیک سے بہتا ہے کے کنارے نواس کرنا آرمبھ کیا۔ مکان جلنے اور پھر آگ غائب ہونے کے چمتکار سے گاؤں والوں میں روپ بھوانی' کے پرتی اٹوٹ شردھا بھکتی بھاؤ اور سیوا بھاؤ اُمڈ پڑا۔ لوگ اس کے ششیہ اور سیوک بننے لگے۔

ایک روز روپ بھوانی' شاہ کول کے کنارے بیٹھی تھی اچانک اس ندی میں ایک ادھ جلی چنار کی لکڑی بہتی ہوئی اس کے سامنے سے گذری۔ دیوی جی نے لکڑی کو باہر نکال لیا اور اپنی کٹیا کے صحن میں اس کو گاڑھ دیا۔ تین دن میں ہی یہاں ایک چھایادار بڑا چنار کھڑا ہو گیا وہ پوتر ہاتھوں سے لگایا ہوا پوتر چنار اس وقت "روپ بھوانی" کے بھگتوں، سیوکوں اور پریمیوں کے لئے آکرشن کا پرتیک بنا ہے۔

## مسلمان صوفی سے بھینٹ

"روپ بھوانی" منیگام سے روز ایک کھیورو (ایک



قسم کے گھاس کی ایک خاص گول چٹائی) پر بیٹھکر شاہ کول میں سے واسکورہ جاتی اور واپس آتی۔ وونترآر میں اُن ہی دنوں ایک خدا دوست اور فارسی زبان کے صوفی مسلمان شاہ صادق قلندر رہا کرتے تھے اُس کے چیلوں نے ایک ہندوستانی عورت کو روز کھیورو پر سوار شاہ کول میں سے گذرتے دیکھا تو شاہ صادق قلندر سے کہا کہ ایسی بات ہے۔ شاہ صادق قلندر نے چیلوں سے کہا۔ یہ کوئی جادوگرنی ہوگی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پانی کے اوپر معمولی چٹائی پر بیٹھکر وہ عورت کس طرح سے آتی جاتی ہے؟ ایک روز شاہ صادق قلندر شاہ کول کے کنارے بیٹھا اور جب "روپ بھوانی" کھیورو پر سوار شاہ کول میں سے گزری، تو شاہ صادق قلندر نے ایک پُر نور اور روحانیت میں ڈوبی ہوئی ایک عورت کو دیکھکر حیرت سے پوچھا "کیاہ ناؤ؟ (کیا نام ہے؟) روپ نے اُتر دیا۔ "روپ"۔ (چاندی) شاہ صادق قلندر نے پھر سوال کیا "لوُر تر سون کرتھ" (یہاں آؤ۔ سونا بناؤں گا) "روپ بھوانی" نے ہنستے ہوئے جواب دیا "لوُر تر مکت کرتھ" تم ہی یہاں آؤ۔ میں تمہیں موتی بناؤں گی۔ یہاں پر "مکت" شبد کے دو ارتھ نکلتے ہیں موتی اور مکتی' سنسارک بندھنوں سے آزادی) روپ بھوانی' کا یہ جواب سُن کر شاہ صادق قلندر کو اس کی روحانی گہرائی اور آتم گیان کا پریچے ہوا۔ آخر اُس نے روپ بھوانی' سے ایک اور سوال کیا۔ "یہ کیاہ رنگ" (یہ کیا رنگ ہے؟ اس کے بھی بہت سے ارتھ نکلتے ہیں تمہارے کپڑوں کا یہ کیسا رنگ ہے یا تم نے یہ کون سا راستہ اختیار کیا ہے؟ یا تمہارا یہ دیوہار کس قسم کا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔) روپ بھوانی' نے جھٹ اُتر دیا۔ "زاگ سُو رکھ مَہ زیٹھ" (ناک میں رہو۔ اُسی کو پکڑو اور آگے لمبے نہ ہو جاؤ۔ اس کے بھی کئی ارتھ نکلتے ہیں۔ یعنی اُتّم پرمیشور کی ناک میں رہو۔ اُسی کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور معرفت کے بحث مباحثوں اور فضول باتوں میں نہ پڑو۔ . . . آدی۔ ویسے زاگ سو رکھ مَہ زیٹھ کے ارتھ "گیروا رنگ بنا ہے) شاہ صادق قلندر روپ بھوانی' کے یہ گیان کے شبد سُن کر اُس کے روحانی کمال کا قائل ہو گیا اور آخر میں اپنی گفتگو کو آگے نہ بڑھا کر اُس دیوی سے کہا "کچھ اپنا

روحانی کمال بھی دکھائیں"۔ رُوپ بھوانی نے شاہ صاحب سے کہا۔ اچھا جب تمہاری یہی اچھیا ہے تو آنکھیں بند کرو۔ دیکھو۔ شاہ صاحب نے کیا دیکھا کہ حضرت پیر دستگیر صاحبؒ ایک سجے سجائے بارونق اور خوبصورت سفید گھوڑے پر سوار ہیں اور شاہ صاحب اُس گھوڑے کے آگے آگے دوڑ رہے ہیں اور دوسری طرف رُوپ بھوانی کو ایک پرندہ (سجی سجائی کشتی) میں بھگوان شیو اور پاروتی جی کے درمیان براجمان دیکھا۔ پرندہ کیا تھا۔ پرکاش پُونج تھا جس پرندے کے کھینے والے پانچ مہا بھوت تھے اس کے بعد رُوپ بھوانی نے شاہ صادق قلندر سے کہا۔ "کھولو اب اپنی آنکھیں بتاؤ کیا دیکھا؟ کس کس کے درشن کئے . . . "۔ شاہ صاحب نے پرسنتا کے ساگر میں ڈوبے ہوئے اور پرشنسا بھرے شبدوں میں رُوپ بھوانی کی مہانتا۔ اور صاحب کمال شخصیت (دکھشیتو) کے گیت گانے لگا اور دیوی سے سمبودھت ہوا کہ "تم واقعی الکھ ہو سنساری منشوں کے لئے الکھ ہو۔ دنیاوی اِنسان تم کو دیکھ نہیں سکتے۔ سمجھ نہیں سکتے۔ تم واقعی "صاحب کمال" ہو۔ تم خود "صاحب" ہو۔ اب میری ایک بات مانو۔ یہیں رہو مگر "الکھ صاحبہ" نے سویکار نہ کیا۔ ہاں وعدہ کیا کہ یہاں سے آتی جاتی بار یہاں آپ کے پاس بھی ٹھہرا کروں گی۔ دھیرے دھیرے دونوں لار شاہ صاحب اور "الکھ صاحبہ" کے شاستر ارتھ۔ رُوحانی بحث و مباحثہ اور بھگوت چرچا کا کیندر بن گیا اور کچھ سمے کے لئے وہاں ایک آشرم بن گیا۔ شاہ صادق قلندر کے چیلے بھی "الکھ صاحبہ" کے گرویدہ ہو گئے۔ "الکھ صاحبہ" منیگام میں ساڑھے بارہ ورش نواس کرنے کے بعد وہاں سے کسی دوسری جگہ جانے کی دُھن میں رہی۔

## اندھے نیتروں میں پرکاش

جیسا کہ اُوپر ورنن کیا جا چکا ہے۔ "الکھ صاحبہ" منیگام سے روزانہ واسک کنڈ ورتمان واسکورہ جایا کرتی تھی مگر ستھائی رُوپ میں وہاں ٹھہری نہیں۔ آخر اُس نے ساڑھے بارہ ورش کے بعد منیگام سے نکل کر واسکورہ میں ہی نواس کرنا آرمبھ کیا۔ واسکورہ میں بھی "الکھ صاحبہ" کے بہت سے بھگت سیوک اور شِشیہ بن گئے۔ جن میں مسلمان اور ہندو دونوں شامل تھے۔ جاتی بھید بھاؤ نام کی



کوئی وستو "الکھ صاحبہ" کے سامنے تھی ہی نہیں۔ سَم درِشتا "الکھ صاحبہ" ہندو مسلمانوں کو ایک درِشٹی سے دیکھتی تھی۔ اسی دوران ملک خاندان کی ایک بوڑھی مسلمان عورت اپنا جنم سے اندھا پُتر ساتھ لیکر روز "الکھ صاحبہ" کے پاس آکر آنسو بہاتی اور پرارتھنا کرتی کہ یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے اور یہ بھی جنم سے اندھا ہے۔ مجھ پر کرپا کیجئے۔ اُس کے نیتروں میں پرکاش لائیے "الکھ صاحبہ" بوڑھی مائی کی عاجزی اور رونے پیٹنے سے بہت پربھاوت ہوئی اور کہنے لگی کہ "یہاں ایک کنواں کھودو۔ جونہی اُس میں سے پانی نکلنا آرمبھ ہوگا۔ تمہارے لڑکے کے نیتروں میں بھی پرکاش آنا آرمبھ ہوگا۔ جب کنویں میں سے اچھی طرح سے پانی نکلیگا۔ اُس وقت اُس کے نیتر بھی اچھی طرح پرکاش مے بن جائیں گے اور آخر کار ہُوا بھی ایسا ہی مسلمان اندھے کے نیتروں میں پرکاش آگیا۔ اس پرکار سے واسکورہ میں کھودا گیا۔ وہ کنواں اس وقت "امرت کنڈ" کے پوتر نام سے پرسدھ ہے۔ جہاں پر پرتی ورش "الکھ صاحبہ" کے کنیاگت ماس کے شرادھ بدس پر بڑا تہوار منایا جاتا ہے اور اسی امرت کنڈ کے پوتر جل سے اشنان وغیرہ کرکے اپنے آپ کو پُن کے بھاگی بناتے ہیں۔ "سروہ دھرم سمنوئے" کی ایک جیتی جاگتی مثال یہاں سے ملتی ہے کہ اب بھی واسکورہ میں اِس "امرت کنڈ" کی دیکھ ریکھ وہاں کے شردھالو مسلمان ہی کرتے ہیں اور شرادھ دِوس پر یہاں کے مسلمان بھائی ہی اس امرت کنڈ سے پانی کھینچ کھینچکر اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ اپنے آپ کو دھنیہ سمجھتے ہیں۔ دھنیہ "الکھ صاحبہ" تمہاری سَم درِشتا اے کاش! ہمارے نیتروں میں بھی گیان کا پرکاش آجائے اور ہم میں بھی "الکھ صاحبہ" کی جیسی سَم درِشتا ہو۔ "الکھ صاحبہ" تم سچ مچ ایشوری ہو۔

"الکھ ایشوری صاحبہ" کے بھتیجے بال پنڈت در ابیٹھوت تھے۔ "الکھ ایشوری صاحبہ" کے واسکورہ میں نواس کی خبر چاروں اور پھیل گئی اور اندھے کے نیتروں میں پرکاش آنے کے چمتکار کی شبھ سوچنا بھی سرینگر آدی ستھانوں میں پہنچ گئی۔ پِتا کے گھر سے بھی "الکھ ایشوری صاحبہ" کے دو بھائی صاحبان پنڈت لال جی در پربھاکر پنڈت در اور بھتیجا بھی واسکورہ گئے وہاں

بھائی کے درشن کرنے آئے تو پنڈت لال جی در نے الکھ الشوری صاحبؒ کے پاس بال پنڈت در کو ان کی سیوا کے لئے چھوڑا۔ کچھ سمے کے بعد لال جی در نے ایک بار الکھ الشوری صاحبؒ سے بال پنڈت در کے اچھوت بننے پر اور بیکاری کے دن وتیت کرنے پر شوک پرکٹ کیا۔ الکھ صاحبؒ سے ونتی کی کہ "آخر اس کا کیا ہوگا؟ کچھ اُپائے ڈھونڈئیں"۔ الکھ الشوری صاحبؒ نے کہا "کیوں۔ کیا بات ہے بال جی تو لکھنا پڑھنا اچھی طرح سے جانتا ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں۔ دیکھئے وہ کیسے لکھ سکتا ہے"۔ یہ کہہ کر الکھ صاحب نے انار کے پیڑ کی ایک چھوٹی سی شاخ سے قلم بنا کر بال جی کو پکڑا دیا اور کہا لکھو۔ دلی کے مغل سرکار کو نوکری کے لئے ایک درخواست لکھ دو"۔ اتنے شبد سنتے ہی بال پنڈت در نے لوتہ قلم گرہن کرکے ایک اچھی درخواست فارسی میں لکھی۔ دیکھنے والے اور پڑھنے والے حیران ہو گئے۔ اور ایک دوسرے سے اس چمتکار کے سمبندھ میں [illegible] کرنے [illegible] ہی من میں دیوتا کو پرنام کرنے لگے۔ [illegible] کے بعد یہ درخواست دلی روانہ کی گئی اور تھوڑا ہی وقت گزرنے پر وہاں سے بال پنڈت در کو مستقل نوکری میں ایک اچھے ذمہ دار عہدہ پر مقرر ہونے کا حکم نامہ ملا اور وہ دلی چلا گیا۔ کچھ سمے کے بعد دلی بال پنڈت در نے الکھ الشوری صاحبؒ کو فارسی میں ایک پتر لکھا جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھ کر بھیجا۔ "دیدہ ام خود من بسے رندان ہند۔ لیک کم تر از مریدان تو اند"۔ یعنی میں نے ہند کے رندوں کو دیکھا لیکن ان کو تمہارے مریدوں (جن میں سے بال پنڈت در بھی ایک تھا) سے کم تر ہی پایا۔ اس پر الکھ صاحبؒ کو جب یہ معلوم ہوا کہ بال در کو کچھ اہنتا آگئی ہے۔ جواب میں فارسی میں ہی لکھ کر بھیجا۔ "خود پرستی باید این بازار نیست۔ خود فروشاں را درین رہ بار نیست" یعنی اس دنیا کے بازار میں خود پرستی اہنکار کو کوئی درجہ نہیں اور جنہوں نے انتہا کی سودا بازی کرنی شروع کی ہے ان کے لئے اس (دیوی کی) بارگاہ میں کوئی جگہ نہیں۔

دھکورہ میں اور بھی بہت سے ایسے ہی آشچریہ جنک کام کرتی گئی اور پھر وہاں بھی ساڑھے بارہ سال [illegible] کے بعد الکھ الشوری صاحبؒ کو گھر والوں اور دوسرے سرینگر کے بھگتوں اور سیوکوں نے گھر آنے [illegible] اور وہ الکھ صاحبؒ کو سرینگر گھر آنے پر رضامند کرنے میں سپھل ہو گئے۔



**پھر جنم ستھان میں**

پتا کے گھر سے پتی کے گھر میں پہنچکر اور پھر اس مایاوی سنسار کو تیاگ کر کے ہمیشہ اچھی [illegible] تمام [illegible]۔ دھکورہ میں ساڑھے بارہ برس بتا کر انیکوں چمتکار اور آشچریہ جنک کاریہ کرنے کے بعد پھر اپنے جنم ستھان یعنی پتا کے گھر واقع [illegible] (نوا کدل) سرینگر پدھاری۔ پتا کے گھر میں اچھی طرح پر [illegible] دیوار چلاتی رہی۔ اور اپنے مارگ پر ادھک دڑھتا سے اگرسر تھی یہاں بھی اپنی مہانتا اور سچے ارتھوں میں الکھ الشوری صاحبؒ الکھیہ (نرگن اور شبد سنساری لوگوں کے لئے) الشوری اور صاحب کا ساکشات روپ میں پرکٹ ہوئیں۔ ہندو و مسلمان اس کے بھگت شش اور سیوک بن گئے۔ یہاں پر الکھ الشوری صاحبؒ نے اپنی ایک امر سمرتی کے روپ میں ایک امرت کنڈ اپنی نریکھشنا میں بنوایا جس امرت کنڈ کے امرت سے آج کل بھی الکھ الشوری صاحبؒ کے جگت جن لابھ اٹھاتے ہیں۔

**انتم دھیان**

الکھ کے لئے آخرکار یہ دیہہ بھی تیاگنے کا سمے آن پہنچا۔ پرکاش نے الکھ الشوری صاحبؒ کو بڑے پرکاش کے ساتھ ملنا تھا۔ آتما کو پرماتما کے ساتھ ایک ہونا تھا اور ماگھ کرشنہ پکھ سپتمی [illegible] کو دن کے سمے جب الکھ نے شریر بھی تیاگ دیا تو ان کے ناشوان شریر کا انتم سنسکار کرنے کے لئے ہندو اور مسلمان دونوں فرقوں کے ویکتی مادھو جو در کے مکان کے صحن میں جمع ہو گئے۔ ہندو اس شو کو جلانے پر اور مسلمان دفنانے پر بضد رہے۔ دونوں فرقوں میں جھگڑا ہو گیا۔ جھگڑے کے دوران میں ہی کسی نے الکھ الشوری صاحبؒ کو دالان سے ان لوگوں کی طرف جھانکتے ہوئے دیکھا اور اس آدمی نے چلا کر کہا "اے اندھو! اے مورکھو! کیوں ناحق جھگڑتے ہو۔ وہ دیکھو! الکھ الشوری صاحبؒ کے درشن کرو۔ وہ دیکھو! وہ کھڑکی سے ہماری مورکھتا اور اندھے پن پر کیسے ہنستی ہے؟" سب دالان کی طرف مڑے۔ اپنی مورکھتا پر پشیمان ہوئے۔ سر جھکایا اور شرم کے مارے اپنی غلطی کا پرائشچت کرکے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ یہ بھی ایک چمتکار ہی تھا۔

لوگوں کے اپنے اپنے گھروں کو جانے کے تھوڑی دیر بعد الکھ صاحبؒ کے شو کی ارتھی اٹھائی گئی۔ پرکاش [illegible] پرکاش کے ساتھ مل کر گھل چکا تھا۔ ارتھی جب نورہ باغ میں شمشان بھومی کے قریب پہنچائی

تو راستے میں ایک جگہ ارتھی کو کندھوں سے اُتارا گیا۔ پرتھوی پر ارتھی (بمان) دھری تھی۔ لُورہ باغ سے نیچے کی طرف سے واسکورہ کا نمبردار سرینگر کی طرف آرہا تھا۔ راستے میں اس ارتھی کو دیکھ کر سرسری طور ان ہندوؤں سے پُوچھ گچھ کی۔ کہ یہ کس کا دیہانت ہوا ہے؟ ہندوؤں نے جواب دیا کہ شری الکھ الیشوری صاحبہ نے شریر تیاگ دیا ہے۔ نمبردار نے دانتوں میں انگلی دبائی اور تیز شبدوں میں کہنے لگا۔ "ایسے آپ کیا کہتے ہیں؟ کیوں ایسی باتیں کرتے ہو؟ الکھ صاحبہ کو تو میں نے ابھی ابھی واسکورہ جاتے ہوئے راستے میں دیکھا ہے۔ میں الکھ صاحبہ سے باتیں کرکے ہی آرہا ہوں۔ کیا دیکھتے ہو۔ ارتھی کے اندر تو دیکھو۔ آخر یہ کیا معمّہ ہے"؟۔ آخر ارتھی کے اندر جھانکا۔ تو کیا دیکھا۔ کہ دیہہ غائب۔ کیول الکھ صا[illegible] جٹا کے کچھ کیش موجود تھے جن کو آخرکار واسکورہ کے پوتر ستھان میں سورکھشت رکھا گیا۔ شری [illegible] الیشوری صاحبہ کے انتردھیان ہونے پر جب یہ سماچار شاہ صادق قلندر نے سُنا تو اُس نے یہ شبد اس وقت کہے تھے :۔

عارفِ ذاتِ آں الکھ اوتار۔ قالبِ عنصری خویش شکست

کرد پرداز سوئے عرشِ عظیم۔ بادلِ نیک برحمت پیوست

تاریخ وفات ۱۱۳۸ھ

اور پنڈت سہج چند در عالی کدل نواسی نے بھی اپنے فارسی منظوم کلام میں لکھا ہے :۔

زتاریخ ہا بار جستم نشان — مگر بکرمی بود سموت عیاں

ہزار و سبعہ صد ستہ عشرہ دہفت — کہ آں صاحبِ نُور در نُور رفت

**گورو دیکھشا** شری الکھ الیشوری صاحبہ جگدمبا شری شارکا دیوی کا ساکھشات سوروپ تھیں۔ گورو دھارن کرنے کا پرشن تو تھا نہیں۔ الکھ صاحبہ تو سوئم جگت گورو تھیں۔ پرنتو بیادی سنسار میں دیہہ دھارن کرنے پر لوک مریادا کو قائم رکھنے کے لئے یہ اتنت آوشک تھا کہ وہ گورو دھارن کرکے گورو سے دیکھشا پراپت کرے۔ اسی کارن شری مادھو جو در سے جو کہ "روپ" کا سنساری پتا بھی تھا۔ گورو دیکھشا لی تھی ؂

---

# امرت وانی اور واکھیہ

الکھ الیشوری صاحبہ سنت کویتری تھیں۔ انہوں نے انیکوں چمتکار اور انیکوں آشچریہ جنک کاریہ مختلف ستھانوں پر مختلف اوسروں پر انجام دئے۔ اور اس کے اتیرکت اپنی امرت وانی کے انمول موتی بھی سنسار کلیان کے لئے اور پتھ بھرشٹھ ہوئے منش ماتر کے پتھ پردرشن کے لئے بکھیرے ہیں۔ اُن انمول واکیوں کو ستھان ابھاؤ کے کارن یہاں درج نہ کرنے کے لئے کھما چاہتے ہیں۔ اس امرت وانی کو ایک الگ پُستکا میں سنگرہ کیا گیا ہے اور آج سے کوئی آٹھ ورش پورو ٹرسٹ کی اور سے پرکاشت کیا گیا ہے۔

## پرارتھنا

پربھو! آج کے شبھ اوسر پر الکھ الیشوری صاحبہ سے یہی کر جوڑ پرارتھنا ہے کہ وہ اپنے پوتر چرنوں کی دھُول کے انجن سے ہمارے نیتروں سے اگیان دُور کرکے ہمیں ست مارگ کا پتھ پردرشن کرے اور ہمارا جیون سُکھ کے بنا کر شانتی دے۔ اوم الکھ

کرپا پاتر سروانند کول۔ پریمی کاشمیری

---

## شبھ سُوچنا!

ایک اور سنت کوی کی سنکھپت جیونی

### شری مرزہ کاک (کاک صاحب)

لیکھک۔ سروانند کول۔ پریمی کاشمیری!

شیگرہ ہی پاٹھکوں کے کرکملوں میں پہنچے گی!

# پأرِ زان

اماسوٗلوٗ تہ لوکٹ شاعرلیٚس سنہ ۱۹۴۸ہس منٛز کلچرل محاذس پیٚٹھ
وزِہ وزِہ دِرٛیٚٹھ ادٚس ایوان۔ سوٗ کوٗت چھُ گومُت؟ کوتاہ وُتھ تہ وَلولہ
اَدٚس لسندیٚن سیدِن بوٗدیٚن شعارن منٛز۔ دارباہ کال وُدتِس وُچھنس۔
نوش تمیزتہ خوش کلام نوجوان کیاہ تام اوسُس ناو؟ شاید سروانند! اوہ
سروانند کول پریمی۔ تیٚ اوسُس ناو۔ شاید ادس مرازہ پاسک روزان دِلہِ
ازکال آسہِ خبر کتہ؟
بلہٕ لوٗہیٚس ہرٛدہ مہ اَسان اَسان اَکھ باجرات تہ شوٗبہِ دِلن دوستادن
اَنت ناگہ آل داکہ کور مہ پیوکیاہ تام ژٔلس۔ کاشرِن شاعرن ہُنٛز سوگلأے پیٚم
ژٔلتس لوٗسہ ۱۹۴۸ہس منٛز تموٗ ژٔمنس کرٛ سوٗ لوگیوٗن پیوم ژٔلتس لیٚس امُی گُد پیہ
کلچرل محاذ نِش منٛز تھٔنہ پیو۔ بیہ پیوم سوٗ نوجوان شاعر ژٔلتس لیٚس بہ ژھاران
وُنی بن تہٚیس سروانند کول پریمی چھُ ناو۔ سوٗ سروانند کول، پریمی ادس از
بیہ مہ بروٗنہہ کنہ بیوٗن دوستادساتھی۔ مگر لوٗزانن پریمی شاعرلیٚس دِلس
منٛز لولہ نارس السانہ سُند دود چھُوٗ نارہ برٛہہ سِنگہ وان ؎

سرینگر ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۵۸ء

خداے جسم ماحمد
دیناناتھ نادم



صوف۔ ہم لیباکھ سنہ ۲۰۵

# آسہِ ہے

ا گُلشنس ژوٗک داریُد کانہہ باغوانا آسہِ ہے
ا کیازہ گومُت سرگُزارس گوٗرِ وانا آسہِ ہے
اَفتنہ بُرُ بُرُ دل چھ سارِن سینہ سید یمُت سیاہ
ا جانوارن پانہ وأنِ کینہہ پأرِ زانا آسہِ ہے
آسہِ ہے یُدبُلبُلن سمجار۔ ملچار، پانہ وأن
ا بول بوشاہ تہنٛدِ لولُک داستاناہ آسہِ ہے
ا برأر، وارِل، کاٗو باغس منٛز چھِ زاگان بُلبُلن
، سرفروش کانہہ دیندار دھرمہ وانا آسہِ ہے
اکھ روان یینہ نس چھُ بیاکھا پأنِ پانس کُن وُچھان
ا کیازہ رأوُمژ گاٗو کاہن پیٚتھ زمانا آسہِ ہے

بھائی بندتھ راوہ راوِتھ کتھ لوان منز باز رس
کیازہ سیرس منز گمُت کانہہ غیُر زانا آسہ ہے

نَم تہ ماز آستھ چھُ دُورِر رُم چھہ گیمژ آرِس
یتہ ژر لیہے رُم فُٹمتُن تیُوتھ کارِخانا آسہ ہے

آسہ ہے پرتھ جایہ کُونرِک ژاٹہ ہالا شوُبہ دار
سیُت ژاٹن گاٹہ دِنہ وول خوش بیانا آسہ ہے

مردِ زہین اِنسان ساری اکھ اکس سیُت نَم تہ ماز
زندگی ہنُد برُونٹھ کِنہ تیُوتھ کانہہ نشانا آسہ ہے

ہیئتہ خانک لاگہ ہے غم خاریُک کانہہ دردِلا ہ
نیرِہ ہے مُدریرِ یمہ منزہ تژھ زبانا آسہ ہے

بند بندہ ہے ہمراز کانشراہ یمیس گرہ کس دُکھس
بہ سُہولت تس سنتے گز آسمانا آسہ ہے



# یتیمِ ہنُد

صوف۔ رام زومی

۱۶ بیساکھ سنہ ۲۰۰۵

کانہہ چھُنہ درسمسار غمخوار یتیمن ہنُد
کنڈِ زال بیہ خوُنخار سمسار یتیمن ہنُد

نے چھکُ سایا تھسُند نَے مالِ سُند نَے ماجہ ہنُد
بیگانہ بنتھ دُنیا، یکبار یتیمن ہنُد

زاگان کیاہ چھک ظالمو وارِل زَن شیدِکارس
اَڑہ ژوٹ چھُ گرُدھان پھلہ وُن لوکچار یتیمن ہنُد

بارانہ کران ساری پامن تہ اولامن ہنُد
اَڑہ کول بیہ قسمت گفتار یتیمن ہنُد

باغوان تہ ہیرِم لاگان بے گانہ یمن باغس
لتہ مونجہ کرانَ بے عار سبزار یتیمن ہُند

یلہ آسئ تھوِن زگنس منز یم تس بھگوانس
تلہ کونہ اناَن بار سس دربار یتیمن ہُند

یڈ مِیٹ نہ یمن پور۔ تنِ زُٹ نہ یمن زانہہ
نُن چھون چھُ دُ ہے آسان رفتار یتیمن ہُند

ازلے چھُ یمن نالِ ارزول غلامی ہُند
ستمَن تہ دُکھن دادِن اقرار یتیمن ہُند

کُوکن یلہ چھےَ شادی مظلُومن چھ بُربادی
اُش ٹارِ برِتھ ہر دَم دیوہار یتیمن ہُند

وُچھ وُچھ چھُ یتیمن کُن ہے باکہ ژھٹان پریمی
براران کرہ گژھہ بیدار اوتار یتیمن ہُند



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چھتہ بزہ امیدا [illegible] بدبد [illegible] ناوِن

ادی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] چھک [illegible] [illegible] والے

[illegible] [illegible] [illegible] سوتھ

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والے

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] زنار

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والے

[illegible] [illegible] اگر [illegible] [illegible] اگر [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والے

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والے

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والے



چھا چوُن بہوئی اِنصاف اکھ تارُن بیا کھ نو

تلہِ رُود بجر گتہِ چون اسہ واظ پرن والے

بہتہِ باغ گنوی آستھ اسہ کیا زہ دوان چھک پرتھ

بیہ کیا زہ دوان اسہ لنتھ اسمان وُڈن والے

چھک پانہ وُچھان سورُدی اُس کیاہ چھیتھ خاموش

ژھوپہ ساتہِ ژہ وَن واتیاہ آزار خمن والے

دُن ژول اسِٹھاہ ازتام بیتہِ یورمرُن بہتر

نتہ چارہ ژہ کر سونُوئی اے چارہ کرن والے

ادہ مانہ بجر چونُوئی۔ تلہِ مانہ تھزر چونُوئی

یلہِ روزِہ تھزر اسہ وُن کوُتہ نظرہ وُچھن والے

لوکچار ہرُم ژالِ ژالِ چانِ ظلم و ستم ہر دم

چھُس توتہِ تھوان پریمی سر خم بہ وُچھن والے

سرینگر ۲۴ مئی ۱۹۴۸ء

# بھگوان وناں انسانس

کَن تھاوُ مہ کُن وُن بوز گوندہ گراوُہ کرن والے
چھُوئی کیاہ ژہ دِلس اندیہ تلِ ٹارہ وچھن والے
سُوزُک مہ ژہ ییتھ باغس ژِئی کیت گُل پُھلراوُمس
وَن گو نہ تو گوی دُوان دیوُن پھوکہ بالہِ گندن والے
دپُومئی یکھہ سیُت سارِن اَدہ سیُت سارِئی پکہ نُے
ییون دراکھ ژہ کنُوی پانس تھپہ نھارہ ژلَن والے
میٔی سُوز قرانٔ انجیل، گیتا تہ وئیُم پانُے
ییون ییون ژہ کوَ ژارِتھ دوگنیار کڈَن والے
اکھ لولُ مہ سوزُم نا، اکھ سیر مہ بادُم نا
وُچھ کیاہ چھُ قرآنس منز گیتاہ پرَن والے



کوٗن کوَہ ییُوٹھکُ ناوِے اُچھ کیازِہ وَچھتھ ونتم
سیُت کُس پانَس تارُتھ وَن تارہ ترَن والے
تم کار ژِہ کرتھ زیبا چھنہ ییم ییتہ انسانس
حیوان تہ ہین لُوزتھ شرِ پہ تلَ تہ کرَن والے
سمجاوُ ملچارُ تراوِتھ دُئی بلہ یُژ گنسراوُتھ
اَدہ کیاہ ژِہ ییئی حاصل زَفُ مال پھرن والے
جان گُدی سُور دُئی پانس بدگوکس بیگانس
جدگو چانس وانس سُودا پہ کنن والے
پرارن چھُ ییان سارِن لُیس یژرھ فصلاہ لونُن
سیتی از تام لُنمُت کم ہول دِدَن والے
کھوچہ کھارتھ تہ سون لہ نیرہ نادہ ترڈہ کرے
دارہ برتردیہ تھ نیرہ کیاہ دن یامہ دِدن والے

حِس کَرتھف کرپانَس پان گژھہ پنہ نوی پرزان

تَن مَن چھَل لولہ پاٹے بے ہُودہ خمَن والے

دُی ترائُ، رِش ترائُ، دوگنیار مَو بوزپانَس تہ وویرَس

تسبیح ژِہ پھِرن والے ٹیُوک زیُوٹھ کرن والے

مندرَن، بیہ گوردوارن، استانن، دھَرم سائن

چھُہ بِمن سارِن منز میون ٹھیکانہ، لڈان والے

ژُی خُون چوان بھائی سُند ژُی کیازِہ مران رِنتہ پتھ

کَرچھک مِہ کران دِلہ یاد سورہ، پاٹھہ پرن والے

یوتام نہ کرکھ دِل صاف توتام ژِہ تلئن خاری

ادہ روزِہ بجر چُون پُز مترِہ جابہ لسن والے

بُی آس بنتھ محمدؐ، بُی رام، کرشن، عیسیٰ

بُی آس بنتھ نانک پزرَس ژِہ ژلن والے



پیمتُن بیہ بیمارن، معصوم یتیمن وَن

کرچھک ژِہ کران اَتھہ رُٹ دَنہ دِیار چھکن والے

سورُوی مِہ تھوُی حاضِر مُحتاج وُنم کتھ چھک

بَس چھُوی نہ تگان ورتُن اسمان دفن والے

کرسینہ صفا پریمی وُچھ کینہہ مِہ مشتھ ما چھُم

کینہہ دُوہ بیہ پرار پتھ پاٹھہ پرار لوک ژِہ لکھن والے

---

# پاوُن ہیُون

انت ناگ

۱۷ر جنوری ۱۹۵۶ء

زندگی ہندِ سُن تہ ووگن وُچھ مِہ کُیتاہ بارِ لئے

گرُوڈھ سمسارکِ مِہ کُیتاہ ٹھٹھ مُدرہے ژارِ لئے

آدنے درالیس بہ صدمو سختیو ژومرادُ ہِس

رُوُد نبترو ہارِ ہارِ اکھ ژیُوہ تہ گوم نے خالئے

یادُنَس میالِنس کرکھ ہیارِ و سمتھ انہار بیاکھ

پیالہ برداری کرِم لیس پرِ تمئی میانِ زالئے

رہِ مہ اندرُی لولہ ناریُچ ایژ گیہ تیزان دہے

پان پنہ لُوی وایہ رُس مہ پیش تھو مکھ ڈالئے

کرِ یمن پتھ زُد فدا رُو زکھ نہ آخر پارِ زان

تو نہ رُوزُس لو دُسس منز لول ہتھ پُز بالئے

ٹُورِہن خوشبوی رنگین پان کنڈین منز پھسِتھ

لولہ کِس چمنس پُھلن گُل یالِ آخر کالئے

بلبلے گانہ چھم ازیم "پنُن" آس رات تام

بلکرِن والِ یدلِن تمِ یُز لین یتہ کالئے

[illegible] رنگی ژرہ پتھ دِل لتھ پُھلہ گلزار بون

دِل [illegible] پشے تا عداری ہوامہ [illegible] نا لئے